نبوت کی حقانیت اور حکمتِ بعثت

ڈاکٹر شبیر احمد منصوری *

دینِ اسلام کے بنیادی عقائد میں توحید کے بعد رسالت اور نبوت کا مقام ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام اللہ رب العزت اور بندوں کے درمیان رشد و ہدایت کا واسطہ اور وسیلہ ہوتے ہیں۔ مفسر قرآن فخر الدین رازی کے بقول۔۔۔ **کا نہ سبحانہ و تعالی یقول جعلت الرسول واسطۃ بینی و بینک**۔[1]

انسان کو ان مبارک ہستیوں کے توسط سے صراط مستقیم کی رہنمائی ملتی ہے جو انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہے۔ جو انسان سچائی سے اس کا طلب گار ہوتا ہے اس کے لیے لازم ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فرستادہ ان پاکیزہ سیرت ہادیانِ عالم پر ایمان لائے، ان کی اتباع اور پیروی کرے اور ان سے دل و جان سے محبت رکھے۔ انسان کو اس کی حقیقی منزل اور مقصد زندگی سے آشنا کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے ہمیشہ اور ہر قوم میں سے ایسے سچے رہنما بھیجے جنہوں نے اولاد آدم کی رہنمائی کی اور ان کو حق و صداقت کی راہ دکھائی۔ ارشاد الٰہی ہے۔۔۔ **ولکل قوم ھاد**۔[2] اور ہر قوم کے لیے ایک رہنما ہے۔

نبوت کی حقانیت

نبوت کی حقانیت اور ضرورت کے حوالے سے شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ۔۔۔ لکھتے ہیں۔ ''انسان کو ایک ایسے رہنما کی ضرورت ہوتی ہے جس کو سنت راشدہ کا علم کامل طور پر حاصل ہو۔ ایک ایسی ہستی کی ضرورت ہوتی ہے جس کو خدائے بزرگ و برتر نے علم حقانی کا بہرہ وافی مرحمت فرمایا ہو۔۔۔ اور جس کو خدائے پاک نے خلعت عصمت سے سرفراز فرمایا ہو۔۔۔ جس کے مطابق وہ اس کو حکم دے اور جو کوئی ان احکام کی مخالفت کرے اس کو ایسا کرنے سے روکے۔[3]

---

* پروفیسر مسندِ سیرت، ادارہ علوم اسلامیہ جامعہ پنجاب، لاہور

انسانی استعداد سے یہ بات بعید تر ہے کہ وہ دنیا اور آخرت میں اپنے حقیقی نفع اور نقصان کا بالکل درست ادراک کر سکے۔ چنانچہ وہ ایسے اعمال کا خوگر ہو سکتا ہے جس سے دنیا و آخرت میں وہ عذاب الٰہی کا شکار ہو جائے، لہذا خالق و مالک اپنی رحمت سے نوازنے کے لیے اور بندوں کو صراط مستقیم پر گامزن کرنے کے لیے ہمیشہ اپنے رسول بھیجتا رہا ہے۔ رسولوں کی یہ بعثت اللہ تعالیٰ کی طرف سے بندوں کے لیے رحمت بھی ہے اور اتمام حجت بھی۔ فرمایا۔۔۔

رسلا مبشرین و منذرین لئلا یکون للناس علی اللہ حجۃ بعد الرسل۔۴

انسان مکلّف ہے۔ اس کو اپنے اچھے اور برے اعمال کی جوابدہی کرنی ہے۔ اگرچہ اس کو نیکی اور بدی کا شعور اور تمیز ودیعت کی گئی ہے۔ لیکن غفلت کی وجہ سے گمراہی سے بچانے کے لیے اللہ رب العزت نے ہر امت میں ڈرانے والا مبعوث فرمایا۔۔۔ **و ان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔۵**

رشد و ہدایت کا یہ سلسلہ ہر امت میں جاری رہا۔ اولادِ آدم کو رشد و ہدایت کا سامان ہونے پر اصلاح اور تقویٰ کی روش اختیار کرنے کی تلقین کی گئی ہے۔ فرمایا ہے۔۔۔ **یا بنی آدم اما یاتنکم رسل منکم یقصون علیکم آیتی فمن اتقی و اصلح فلا خوف علیھم ولاھم یحزنون۔۶**

آیت میں اصلاح پسند لوگوں کو خوف و حزن سے محفوظ رہنے کی نوید بھی سنائی گئی ہے۔ سید مودودیؒ فرماتے ہیں۔۔۔ ''اس آیت کو سیاق و سباق کے ساتھ دیکھئے تو صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ بنی آدم سے یہ خطاب آغازِ تخلیق انسانی میں ہی کیا گیا تھا''۔ ۷

مقصود یہ تھا کہ انسان اپنی اصلاح حال کے لیے فکرمند رہے اور رسولوں کی بات پر توجہ دے

مقصدِ بعثت

رشد و ہدایت کے لیے وحی اور انبیاء کرام علیھم السلام کی بعثت دراصل اللہ رب العزت کا اپنے بندوں پر احسان عظیم ہے۔ اسی لیے سیدنا ابراہیم علیہ السلام اپنے بعد کے لوگوں کے لیے خالق الکون کے حضور دردمند دل کے ساتھ دعا فرماتے ہیں کہ یا اللہ نور بصیرت عام کرنے، کتاب و حکمت کی تعلیم دینے اور تزکیہ نفوس کے لیے انہی میں سے اپنا رسول بھیجنا۔۔۔ **ربنا وابعث فیھم**

رسولا منهم یتلوا علیهم ایتک ویعلمهم الکتب والحکمة ویزکیهم۔ ۸

سید مودودیؒ فرماتے ہیں۔صحیح راہ سے واقف ہونا انسان کی سب سے بڑی ضرورت ہے بلکہ اصل بنیادی ضرورت یہی ہے۔دنیا میں انسان کے لیے فکر وعمل کے بہت سے مختلف راستے ممکن ہیں اور عملاً موجود ہیں۔ظاہر ہے کہ یہ سارے راستے بیک وقت تو حق نہیں ہو سکتے۔سچائی تو ایک ہی ہے۔اور صحیح طریقہ حیات صرف وہی ہو سکتا ہے جو صحیح نظریہ حیات پر مبنی ہو۔قرآنی آیت **وعلی اللہ قصد السبیل ومنها جائر** ۔ ۹ اور اللہ کے ذمے سیدھا راستہ بتانا، جبکہ ٹیڑھے بھی موجود ہیں۔توحید اور رحمت و ربوبیت کے دلائل پیش کرتے ہوئے یہاں اشارۃً نبوت کی بھی دلیل پیش کر دی گئی ہے۔ ۱۰

خالق حقیقی سے ملانے والا توحید اور بندگی رب کا رستہ تو ایک ہی ہے مگر گمراہی اور جہنم رسید ہونے کی طاغوتی راہیں بے شمار ہیں۔۔۔دنیا اور آخرت کی سعادت اور شاہراہ فلاح ونجات پر چلانے کے لیے انبیاء کرام مبعوث ہوتے رہے جن کی دعوت کا بنیادی نکتہ اور مقصد بعثت بس ایک ہی تھا جسے قرآن حکیم یوں بیان کرتا ہے۔۔۔**ولقد بعثنا فی کل امة رسولا ان اعبدوا اللہ واجتنبوا الطاغوت** ۔ ۱۱ ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعے سب کو خبردار کر دیا کہ "اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو"۔

حکمتِ بعثت اہل علم کی توضیحات

پروفیسر خورشید احمد۔۔۔مقصد بعثت کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔

جس پرودگار نے انسان کی مادی ضروریات کا اتنا بڑا انتظام کر رکھا تھا اس کی شانِ پروردگاری سے بالکل بعید تھا کہ وہ اس کی اخلاقی، دینی اور سماجی ضرورتوں کی طرف توجہ نہ فرماتا۔جس آقا نے انسان پر اپنی مرضی کی راہ پر چلنے کی ذمہ داری ڈالی تھی، اس کی رحمت اور اس کا انصاف یہ کیسے گوارا کرتا کہ وہ اسے اس راہ سے باخبر کرنے کا ضروری انتظام نہ کرے۔چنانچہ اس نے یہ انتظام کیا اور یہی وہ انتظام ہے، جسے دین کی راہ میں رسالت کہا جاتا ہے، اور جس واسطے سے یہ انتظام ہوتا ہے اسے رسول کہتے ہیں۔ ۱۲

انسان اپنی اس مادی دنیا میں بے شمار مسائل سے دوچار ہوتا ہے۔ جن کے حل کرنے کے لیے وہ عقل وفہم سے کام لیتا ہے۔ لیکن ایک مرحلہ اس کی زندگی میں ایسا بھی آتا ہے جب وہ اپنے تجرباتِ زندگی اور شعور سے اس مسئلے کو حل نہیں نہیں کرسکتا۔ دوسری طرف انسان شب و روز کی زندگی میں بے شمار سوالات اپنے سامنے پاتا ہے۔ انسانی فہم اس بات سے قاصر رہتا ہے کہ ان کا کوئی حتمی جواب دے۔ انسانی زندگی کے ایسے مسائل اور سوالات کا جواب صرف اللہ کے فرستادہ انبیاء و رسل ہی دے سکتے ہیں۔

شاہ ولی اللہ نبوت کی حکمت و ضرورت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔۔۔لوگ ایک رہنما کی ضرورت محسوس کرتے ہیں جو مدنی اصلاحات میں مہارتِ کاملہ رکھتا ہو اور قوم کی سیاست شائستگی کے ساتھ چلا سکتا ہو، تو پھر ایسی عظیم قوم کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے جو مختلف خیالات کے لوگوں پر مشتمل کہ آیا وہ اپنے بل بوتے پر ایسا نظام معلوم اور قائم کرسکتی ہے؟ جب صنعت و حرفت میں مہارت ماہرین کی راہنمائی کے بغیر حاصل نہیں کی جاسکتی، تو بلند ترین مقاصد اور بہترین نظامِ حیات کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے؟ ایسے نظام کی رہنمائی وہی لوگ کرسکتے ہیں جن کی فطرت خواہشاتِ نفس سے پاک ہو در اصل ایسے اعلیٰ درجے کے نظام کو اللہ کے برگزیدہ بندوں کے سوا اور کوئی بھی نہیں سمجھ سکتا۔[۱۳]

انبیاء ورسل علیھم السلام کی حکمت بعثت پر بحث کرتے ہوئے سید مودودیؒ لکھتے ہیں۔ جس خدا نے مادی زندگی میں انسانی رہنمائی کے لیے انتظام کیا ہے کیا وہ اس کی اخلاقی زندگی سے اتنا بے پرواہ ہوسکتا ہے کہ وہ اس کی ہدایت کا کچھ بھی انتظام نہ کرے۔ ظاہر ہے کہ مادی زندگی میں بھٹک جانے کا بڑے سے بڑا نقصان بھی اخلاقی زندگی میں بھٹکنے کے نقصانات سے بدرجہا کم ہے۔ پھر جس رب کریم کو ہماری اتنی فکر ہے کہ پہاڑوں میں ہمارے لیے راستے بناتا ہے میدانوں میں نشاناتِ راہ کھڑے کرتا ہے، صحراؤں اور سمندروں میں صحیح سمتِ سفر بتانے کے لیے آسمان پر قندیلیں روشن کرتا ہے۔ اس سے یہ بدگمانی کیسے کی جاسکتی ہے کہ وہ ہماری اخلاقی فلاح کے لیے کوئی راستہ نہ بتائے گا اس راستے کو نمایاں کرنے کے لیے کوئی نشان راہ نہ کھڑا کرے گا۔[۱۴]

نبوت و بعثت کی حکمت کے موضوع پر بات کرتے ہوئے۔۔۔ڈاکٹر برہان احمد فاروقی لکھتے ہیں۔۔۔انبیاء کرام علیہم السلام کی بعثت کا مقصد حیاتِ انسانی میں ایک ہمہ گیر انقلاب برپا کرنا ہے۔انقلاب کی ہمہ گیری یہ ہے کہ وہ زندگی کے انفرادی۔۔۔ذہنی، ایمانی، اخلاقی۔۔۔اجتماعی۔۔۔معاشرتی، معاشی اور سیاسی اور بین الاقوامی پہلوؤں کو محیط ہو۔۔۔ذہنی انقلاب یہ ہے کہ کائنات اور اپنی زندگی کو بے مقصد تصور کرنے کے بجائے با مقصد تصور کیا جائے۔۔۔ایمانی انقلاب یہ ہے یقین اس قدر راسخ ہو کہ حجاب کے رفع ہو جانے سے بھی یقین میں اضافہ نہیں ہوگا۔۱۵

یوسف القرضاوی رسالت کی حکمت کی توضیح کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔۔۔رسولوں پر ایمان۔۔۔اللہ پر ایمان ہی کی ایک فرع ہے اس لیے کہ انسان کی تخلیق اور اس کے لیے موجودات کی تسخیر کے بعد رحمتِ حق کے لیے زیبا نہ تھا کہ وہ اسے صراطِ مستقیم سے نا آشنا رکھ کر بھٹکنے کے لیے چھوڑ دیتی۔ بلکہ یہ عین تقاضائے حکمت تھا کہ جس ذات نے انسان کو مادی سرو سامان سے نوازا تھا۔وہ اس کے لیے روح کی غذا کا اہتمام بھی کرتی اور جس نے اسے پیدائش کے بعد حیاتِ دنیا سے روشناس کیا تھا وہ مدت کے بعد حیات آخرت سے بھی اسے باخبر کرتی۔اگر اللہ تعالیٰ انسان کی رہنمائی کا بندوبست نہ فرماتے تو اس کا بدیہی نتیجہ نکلتا کہ خواہشات واحساسات رکھنے والی اس مخلوق کے باطنی قوی اور خارجی صلاحیتیں خود اسی کی ذات سے الجھ کر رہ جاتیں۔اس طرح قوم اور جماعت کے اجتماعی اغراض ومصالح بھی تصادم کا شکار ہوئے بغیر نہ رہتے اور یہ صورتِ حال اسی رحمت وعنایت کے منافی ہوتی جس کے تحت تخلیق انسان عمل میں آئی تھی اور اس شرف وکرامت کے بھی منافی ہوتی کہ جس کی بدولت حضرتِ انسان کو کائنات میں منفرد مقام عطا ہوا تھا۔۔۔پس اللہ تعالیٰ نے رہنمائی کی وہ بہترین شکل اختیار فرمائی جسے وحی کہا جاتا ہے۔جس نے حیاتِ انسانی کے ان سربستہ رازوں اور مخفی گوشوں سے پردہ اٹھایا جن تک عقل کی رسائی نہ تھی اور جس نے فکر ونظر کی غلطیاں اور حواس کے اوہام یکسر دور کر دیئے اور حق وصداقت کی صاف اور سیدھی شاہراہ پر کاروانِ انسانیت کو گامزن کر دیا۔۱۶

رسولوں کی بعثت اللہ تعالیٰ کی رحمت کا تقاضا

اللہ تعالیٰ نے انسانی خیر وفلاح کا مکمل بندوبست فرمایا۔اور یہی اس کی ربوبیت کا تقاضا

تھا۔ ربِ کائنات نے ظلمت کدۂ حیات میں انسان کی معاونت کی۔ اس کو نفع ونقصان کی معرفت بخشی خیر وشر اور نیکی وبدی کی تمیز عطا فرمائی۔ خالق الکون کے عطا کردہ سارے ذرائع ہدایت ناگزیر بھی تھے اور نفع بخش بھی تھے۔ لیکن پھر بھی سہو ونسیان کا احتمال باقی تھا۔۔۔ اس لیے رحیم وکریم ہستی کی طرف سے ہمیشہ انبیاء کرام علیھم السلام کی بعثت کی صورت میں تزکیہ کا سامان ہوتا رہا۔ ارشادِ الٰہی ہے۔

لقد ارسلنا رسلنا بالبینات وانزلنا معھم الکتب والمیزان لیقوم الناس بالقسط ۔17 ہم نے اپنے رسولوں کو صاف صاف نشانیوں اور ہدایات کے ساتھ بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب اور میزان نازل کی تاکہ لوگ انصاف پر قائم ہوں۔

اللہ تعالیٰ کی حکمت ورحمت کا بھی یہ تقاضا تھا کہ حق کے ابلاغ کے بغیر انسانوں کا احتساب کیا جائے اور انہیں سخت سزا دی جائے۔ خدائے بزرگ وبرتر وہ مہربان ہستی ہے کہ جس کی بے پایاں رحمتوں نے کائنات کو گھیر رکھا ہے۔ انسان کو اس کی رحمت سے وافر حصہ نصیب ہوتا ہے۔ چنانچہ نبوت ورسالت کا سلسلہ انسان کو دنیا وآخرت کے عذاب سے بچانے کے لیے جاری کیا گیا ہے۔ اولادِ آدم کو خبردار کئے بغیر وہ نہ پکڑتا ہے نہ عذاب دیتا ہے۔۔۔ قرآن مجید میں ارشاد ہے۔۔۔ **وما کنا معذبین حتی نبعث رسولاً** ۔18 اور ہم عذاب دینے والے نہیں ہیں۔ جب تک کہ (لوگوں کو حق وباطل کا فرق سمجھانے کے لیے) ایک پیغام بر نہ بھیج دیں۔

رسول اکرم ﷺ کی عملی زندگی

آپؐ کے شب وروز اور مہ وسال حکمتِ بعثت کی تعبیر وتشریح پیش کرتے ہیں۔ قرآنِ مجید اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اعمالِ مبارکہ میں کوئی ثنویت نہیں ہے۔ آپؐ کا اسوۂ حسنہ دراصل قرآنی طرزِ عمل کا مکمل نمونہ ہے اور امت کے لئے قرآنی تعلیمات کی طرح حجت اور دلیل ہے۔

مصادر ومراجع

۱۔ مفاتیح الغیب ۲/ ۵۷ فخر الدین رازی دار الکتب العربیۃ بیروت۔ ۱۹۹۰ء
الکلام ۲۵۳ شبلی نعمانی نفیس اکیڈمی کراچی ۱۹۷۹ء

۲۔ الرعد ۱۳:۷

۳۔ حجۃ اللہ البالغہ ۱/ ۴۴۱ شاہ ولی اللہؒ قومی کتب خانہ لاہور۔ ۱۹۸۳ء

۴۔ النساء ۴:۱۶۵

۵۔ فاطر ۳۵:۲۴

۶۔ الاعراف ۷:۳۵

۷۔ سیرت سرورِ عالم ۱/ ۲۳۲ سید مودودیؒ ترجمان القرآن لاہور۔ ۱۹۷۸ء

۸۔ البقرۃ ۲:۱۲۹

۹۔ النحل ۱۷:۹

۱۰۔ سیرت سرورِ عالم ۱/ ۵۳ سید مودودیؒ ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔ ۱۹۷۸ء

۱۱۔ النحل ۶:۳۶

۱۲۔ اسلامی نظریہ حیات ص ۱۹۵ پروفیسر خورشید احمد شعبہ تصنیف وتالیف کراچی یونیورسٹی ۱۳۸۲ھ

۱۳۔ حجۃ اللہ البالغۃ ۱/ ۲۰۴ شاہ ولی اللہ قومی کتب خانہ لاہور۔ ۱۹۸۳ء

۱۴۔ تفہیم القرآن ۲/ ۵۳۰ سید مودودیؒ ادارہ ترجمان القرآن لاہور۔ ۱۹۹۴ء

۱۵۔ منہاج القرآن ص ۲۳۳ ڈاکٹر برہان احمد فاروقی ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور۔ ۱۹۸۶ء

۱۶۔ الایمان والحیاۃ۔ اردو ترجمہ ایمان اور زندگی، یوسف قرضاوی ص: ۱۳۴،۱۳۳ اسلامک پبلیکیشنز لاہور۔ ۱۹۷۹ء

۱۷۔ الحدید ۵۷:۲۵

۱۸۔ بنی اسرائیل ۱۷:۱۵